السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟ ہم مسلمین (مسلمان) کیوں نہیں ہیں؟ کیا کوئی صحابی اہلحدیث تھا؟ یا اس نے اپنا نام اہلحدیث رکھا ہو؟ دلائل سے واضح کریں ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟ (جزاکم اللہ خیرا) یہ سوال ''جماعت المسلمین'' (فرقہ مسعودیہ) کی طرف سے ہے اور بخاری کی حدیث بھی پیش کی ہے کہ جماعت المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسلمین ''مسلم کی جمع ہے اور بالاجماع مسلم مسلمان و مطیع و فرمان برادر کو کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے بہت سے نام اور القاب ہیں۔ مثلاً مہاجرین، انصار، صحابہ و تابعین وغیرہ، ایک صحیح حدیث میں آیا ہے'' :

«فادعوا بدعوی اللہ الذی سماکم المسلمین المؤمنین عباد اللہ»

پس پکارو، اللہ کی پکار کے ساتھ جس نے تمہارے نام مسلمین، مومنین (اور) عباد اللہ رکھے ہیں۔ (سنن ترمذی (۲۸۶۳) وقال : ''حسن صحیح غریب'' وصحہ ابن حبان (موارد ۱۵۵۰-۱۲۲۲) والحاکم (۱/۱۱۷، ۱۱۸، ۲۳۶، ۴۲۱، ۴۲۲) ووافقہ الذہبی

اس کی سند صحیح ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

: موسیٰ بن خلف ابو خلف عن یحییٰ بن ابی کثیر ...... الخ کی روایت میں آیا ہے

«فادعوا المسلمین باسمائھم بما سماھم اللہ عزوجل المسلمین المؤمنین عباد اللہ عزوجل»

(مسلمانوں کو ان کے ناموں مسلمین، مومنین (اور) عباد اللہ عزوجل سے پکارو جو کہ اللہ عزوجل نے ان کے نام رکھے ہیں۔ (مسند احمد ۴/ ۱۳۰ ح ۱۷۳۰۲ واللفظ لہ ۴/ ۲۰۲ ح ۱۷۹۵۳، وسندہ حسن

اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے۔ اس کے ایک راوی ابو خلف موسیٰ بن خلف ہیں جو جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہیں لہٰذا صدوق حسن الحدیث ہیں۔

مسند احمد (۵/ ۳۴۴ ح ۲۳۲۹۸) میں اس کا ایک صحیح شاہد یعنی تائید والی روایت بھی ہے، لہٰذا روایت مذکورہ بالکل صحیح ہے۔ والحمد للہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اور بھی نام ہیں لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ''ہمارا نام صرف ایک : مسلم '' ہے، غلط اور باطل ہے۔

صحیح مسلم کے مقدمے میں مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا قول لکھا ہوا ہے کہ

''فینظر الی اہل السنۃ فیوخذ حدیثھم

(پس اہل سنت کی طرف دیکھا جاتا تھا اور ان کی حدیث قبول کی جاتی تھی۔ (باب ۵ حدیث نمبر ۲۷ ترقیم دار السلام

اس قوت کے راویوں اور امام مسلم کی رضامندی سے یہ قول موجود ہے۔ صحیح مسلم ہزاروں لاکھوں علماء نے پڑھی ہے مگر کسی نے اس قول پر اعتراض نہیں کیا کہ مسلمانوں کا نام اہل سنت غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اہل سنت نام صحیح ہے۔

'' ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ طائفہ منصورہ ہمیشہ غالب رہے گا۔ اس کی تشریح میں امام بخاری فرماتے ہیں : ''یعنی اھل الحدیث

(یعنی اس سے مراد اہل الحدیث ہیں۔ (مسألۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب ص ۴۷ وسندہ صحیح

امام بخاری کے استاد علی بن عبداللہ المدینی ایسی روایت کی تشریح میں فرماتے ہیں : ''ہم اہل الحدیث'' وہ اہل الحدیث ہیں۔ (سنن الترمذی، ابواب الفتن باب ماجاء فی الائمۃ المصلین ح ۲۲۲۹ نسخہ عارضۃ الاحوذی : ۹/ ۷۴، وسندہ صحیح)

امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا:

"اذا رایت الرجل یحب اہل الحدیث .... فانہ علی السنۃ" الخ

(اگر تو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ اہل الحدیث سے محبت کرتا ہے تو (سمجھ لے کہ) وہ شخص سنت پر (چل رہا) ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۱۳۴ ح ۱۴۳ وسندہ صحیح

احمد بن سنان الواسطی نے فرمایا:

"لیس فی الدنیا مبتدع الاوہو یبغض اہل الحدیث

(دنیا میں کوئی بھی ایسا بدعتی نہیں ہے جو کہ اہل الحدیث سے بغض نہیں رکھتا۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴ وسندہ صحیح

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"ان لم تکن ہذہ الطائفۃ المنصورۃ اصحاب الحدیث فلا ادری من ہم

(اگر اس طائفۂ منصورہ سے مراد اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۲ وصححہ ابن حجر فی فتح الباری ۱۳/ ۲۵۰

حص بن غیاث نے اصحاب لاحدیث کے بارے میں کہا:

(ہم خیر اہل الدنیا" یہ دنیا میں بہترین لوگ ہیں۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۳ وسندہ صحیح"

امام شافعی فرماتے ہیں:

"اذا رأیت رجلا من اصحاب الحدیث فکانی رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیاً"

(جب میں اصحاب الحدیث میں سے کسی شخص کو دیکھتا ہوں، تو گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ دیکھتا ہوں۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۹۴ ح ۸۵ وسندہ صحیح

المحدث الصدوق امام ابن قتیبہ الدینوری (متوفی ۲۷۶ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے:

"تاویل مختلف الحدیث فی الرد علی أعداء أہل الحدیث"

اس کتاب میں انھوں نے "اہل الحدیث" کے اعداء (دشمنوں) کا زبردست رد کیا ہے۔ یہ تمام اقوال محدثین کے درمیان بلاانکار بلااعتراض شائع وذرائع اور مشہور ہیں۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ "اہل الحدیث" کے نام کے جائز وصحیح ہونے پر ائمہ مسلمین کا اجماع ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امت مسلمہ گمراہی پر اجماع نہیں کر سکتی۔

«قل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «لا یجمع اللہ امتی اوقال: ہذا الامۃ علی الضلالۃ ابداً وید اللہ علی الجماعۃ

(اللہ میری امت کو– یا فرمایا اس امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت (اجماع) پر ہے۔ (المستدرک ۱/۱۱۶ ح ۳۹۸، ۳۹۹ وسندہ صحیح

ان چند دلائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مسلمین کا صفاتی نام اور لقب اہل الحدیث واہل السنۃ بھی ہے اور یہی گروہ طائفۂ منصورہ ہے۔

اہل الحدیث کے دو ہی مفہوم ممکن ہیں:

(۱) صحیح العقیدہ محدثین کرام

(۲) صحیح القعیدہ عوام جو محدثین کے منہج پر ان کی اقتداء بالدلیل کرتے ہیں۔

(دیکھئے: مقدمۃ الفرقۃ الجدیدہ (ص ۱۹) ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۴/ ۹۵)

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ طائفہ منصورہ جنت میں جائے گا کیونکہ یہ اہل حق ہیں تو کیا صرف محدثین کرام ہی جنت میں جائیں گے اور ان کے عوام باہر دروازے پر ہی رہ جائیں گے؟

معلوم ہوا کہ طائفۂ منصورہ میں محدثین اور ان کے عوام دونوں ہی شامل ہیں۔ قرآن وحدیث کو اپنی عقل سے سمجھنے والے اور منکرِ اجماع مسعود احمد بی ایس سی تکفیری نے لکھا ہے:

(ہم بھی محدثین کو اہل الحدیث کہتے ہیں۔ زبیر صاحب کا مذکورہ بالا قول ہماری تائید ہے نہ کہ تردید۔" (الجماعۃ القدیمۃ بجواب الفرقۃ الجدیدہ ص ۵"

حدیث بیان کرنے والوں کو محدثین کہتے ہیں۔ یہ عوام المسلمین کو بھی معلوم ہے صحابہ وتابعین نے احادیث بیان کی ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابہ وتابعین سب محدثین (اہل الحدیث) تھے۔

مسعود صاحب پر ایک نئی ''وحی'' نازل ہوئی ہے، وہ متکبرانہ اعلان کرتے ہیں کہ

(محدثین تو گزرگئے اب تو وہ لوگ رہ گئے ہیں جو ان کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔ '' (الجماعۃ القدیمہ ص ۲۹''

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے برادر محترم ڈاکٹر ابو جابر الدامانوی فرماتے ہیں:

''گویا موصوف کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے اسی طرح محدثین کا سلسلہ بھی کسی خاص محدث پر ختم ہوچکا ہے اور اب قیامت تک کوئی محدث پیدا نہیں ہوگا اور اب جو بھی آئے گا وہ صرف ناقل ہی ہوگا۔ جس طرح لوگوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کردیا۔ کسی نے بارہ کے بعد ائمہ کا سلسلہ ختم کردیا۔ موصوف کا خیال ہوگا کہ اسی طرح محدثین کی آمد کا سلسلہ بھی اب ختم ہوچکا ہے لیکن اس سلسلہ میں انھوں نے کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا، اقوال الرجال تو ویسے ہی موصوف کی نگاہ میں قابل التفات نہیں ہیں البتہ اپنے ہی قول کو انھوں نے اس سلسلہ میں حجت مانا ہے۔ حالانکہ جو لوگ بھی فن حدیث کے ساتھ شغف رکھتے ہیں ان کا شمار محدثین کے زمرے میں ہوتا ہے۔ '' (خلاصۃ الفرقۃ الجدیدہ ص ۵۵)

''صحیح بخاری (۷۰۸۴) والی حدیث: ''تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم

جماعت المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو۔

اس حدیث پر امام بخاری کے لکھے ہوئے باب ''کیف الأمر إذا لم تکن جماعۃ'' کی تشریح میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں :

(والمعنی ما الذي یفعل المسلم في حال الإختلاف من قبل أن یقع الإجماع علی خلیفۃ'' اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ایک خلیفہ پر اجماع ہونے سے پہلے حالتِ اختلاف میں مسلمان کیا کرے؟ (فتح الباری ۳۵/۱۳ ح ۷۰۸۴''

عینی حنفی لکھتے ہیں:

وحاصل معنی الترجمۃ أنہ إذا وقع اختلاف ولم یکن خلیفۃ فکیف یفعل المسلم من قبل أن یقع الإجتماع علی خلیفۃ'' اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اختلاف ہوجائے اور خلیفہ نہ ہو تو خلیفہ پر اجماع سے پہلے مسلمان کیا کرے گا؟ (عمدۃ'' القاری ج ۲۴ ص ۱۹۳ کتاب الفتن)

''جماعۃ'' کی تشریح میں قسطلانی لکھتے ہیں:

(مجتمعون علی خلیفۃ'' ایک خلیفہ پر جمع ہونے والے۔ (ارشاد الساری ج ۱۰ ص ۱۸۳''

ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی (متوفی ۶۵۶ھ) لکھتے ہیں:

یعنی: أنہ متی اجتمع المسلمون علی إمام فلا یخرج علیہ وإن جار کما تقدم وکما في الروایۃ الأخری: فاسمع وأطع، وعلی ہذا فتشہد مع أئمۃ الجور الصلوات والجماعات والجہاد والحج وتجتنب معاصیہم ولا یطاعون فیہا'' یعنی: جب بھی تمام'' مسلمان کسی امام (خلیفہ) پر جمع ہوجائیں تو اس کے خلاف خروج نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ ظالم ہو، جیسا کہ گزر چکا ہے اور جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے: پس نو اور اطاعت کرو (اگرچہ وہ تمھاری پیٹھ پر مارے) اس حدیث (کی رو سے نمازیں، جماعتیں، جہاد اور حج (وغیرہ) ظالم حکمرانوں کے ساتھ مل کر ادا کی جاتی ہیں۔ اُن کے گناہوں سے اجتناب کیا جاتا ہے اور ان پر طعن نہیں کیا جاتا۔ (المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم ج ۴ ص ۵۷

قرطبی مزید فرماتے ہیں:

''فلو بایع أہل الحل والعقد لواحد موصوف بشروط الإمامۃ لانعقدت لہ الخلافۃ وحرمت علی کل أحد المخالفۃ''

(پس اگر (تمام) اہلِ حل وعقد امامت کے کسی مستحق کی بیعت کرلیں تو اس کی خلافت قائم ہوجاتی ہے اور ہر ایک پر اس کی مخالفت حرام ہوجاتی ہے۔ (المفہم ج ۴ ص ۵۷، ۵۸

شارحین حدیث کی ان تشریحات سے معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین اور ان کے امام سے مراد خلافت اور خلیفہ ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فإن لم تجد یومئذ خلیفۃ فاہرب حتی تموت» الخ»

(پس اگر تو اس دن خلیفہ نہ پائے تو موت تک کے لئے بھاگ جا۔ (سنن ابی داود: ۴۲۴۷ و صحیح ابی عوانہ ۴۷۶/۴ وسندہ حسن، صخر بن بدر وثقہ ابن حبان وابو عوانہ وسبیع بن خالد وثقہ العجلی وابن حبان وللحدیث شواہد

ایک اہم فائدہ:

ابن بطال القرطبی (المتوفی ۴۴۹ھ) نے کہا:

''فیإذا لم یکن لہم إمام فافترق أہل الإسلام أحزابا فواجب اعتزال تلک الفرق کلہا''

(پس جب ان لوگوں کا امام (خلیفہ) نہ ہو اور اہلِ اسلام احزاب (پارٹیوں) میں بٹ جائیں تو ان تمام فرقوں سے دور ہوجانا واجب (فرض) ہے۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال ۳۲/۱۰

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ اس حدیث سے دو قسم کے لوگوں نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے:

وہ لوگ جنھوں نے ''جماعت المسلمین'' کے نام سے ایک کاغذی پارٹی (حزب) بنائی اور ایک عام آدمی اس کا امام بن گیا حالانکہ یہ پارٹی خلافت مسلمین نہیں ہے اور اس کا نام نہاد امام خلیفہ نہیں ہے۔ (۱

وہ لوگ جنھوں نے ایک کاغذی خلیفہ بنایا جس کے پاس نہ فوج ہے اور نہ کوئی طاقت اس کاغذی خلیفہ کا ایک انچ زمین پر قبضہ نہیں ہے۔ اس خلیفہ نے نہ کفار سے جہاد کیا، نہ شرعی حدود کا نفاذ کیا، اسے خلیفہ کہنا خلافت کے (۲ ساتھ مذاق ہے۔

سورۂ بقرہ کی آیت: ۳۰ کی تشریح میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''وقد استدال القرطبی وغیرہ بہذہ الآیۃ علی وجوب نصب الخلیفۃ لیفصل بین الناس فیما یختلفون فیہ ویقطع تنازعہم وینتصر لمظلومہم من ظالمہم ویقیم الحدود ویزجر عن تعاطی الفواحش''

قرطبی وغیرہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ خلیفہ قائم کرنا واجب ہے تاکہ لوگوں کے درمیان اختلافات میں فیصلہ کرے اور جھگڑے ختم کردے۔ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد کرے، حدود کا نفاذ کرے اور بے حیائی، فحاشی کے کاموں سے روکے۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۲۰۴)

(قاضی ابو یعلیٰ محمد بن الحسین الفراء اور قاضی علی بن محمد حبیب الماوردی نے بھی خلیفہ کے لئے جہاد، سیاست اور اقامتِ حدود کو شرط قرار دیا ہے۔ دیکھئے الاحکام السلطانیہ (ص ۲۲

والاحکام السلطانیہ للماوردی (ص ٦) اور ماہنامہ الحدیث: ۲۲ ص ۳۹

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: ''ولأن المسلمین لابد لہم من إمام یقوم بتنفیذ أحکامہم وإقامۃ حدودہم وسد ثغورہم وتجہیز جیوشہم وأخذ صدقاتہم ......'' مسلمانوں کا ایسا امام (خلیفہ) ہونا ضروری ہے جو احکام نافذ کرے، حدود قائم (کرے، سرحدوں کی حفاظت کرے، لشکر تیار کرے اور لوگوں سے صدقات (قوت کے ساتھ) وصول کرے۔ (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۴٦

علمائے کرام کی ان تشریحات کے سراسر خلاف ایک کاغذی خلیفہ بنانا جو اپنے گھر میں شرعی حدود قائم کرنے سے عاجز ہو اور اپنے گھر کی دیواروں کی حفاظت نہ کرسکتا ہو (وغیرہ) ان لوگوں کا کام ہے جو امت مسلمہ میں فرقہ پرستی اور باطل نظریات کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔

« ایک حدیث میں آیا ہے: «من مات ولیس لہ إمام مات میتۃ جاہلیۃ

(جو شخص فوت ہو جائے اور اس کی گردن میں امام (خلیفہ) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (السنۃ لابن ابی عاصم ۱۰۵۷، وسندہ حسن، نیز دیکھئے صحیح مسلم: ۱۸۵۱

'' اس کی تشریح میں امام احمد فرماتے ہیں: ''تدري ما الإمام؟ الذي یجتمع المسلمون علیہ، کلہم یقول: ہذا إمام، فہذا معناہ

تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے۔ ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے، یہ ہے اس حدیث کا معنی۔ (سوالات ابن ہانی ص ۱۸۵ فقرہ: ۲۰۱۱، السنۃ للخلال ص ۸۱ فقرہ: ۱۰، المسند من مسائل الامام احمد، ق: ۱، بحوالہ الامامۃ العظمی عند اہل السنۃ والجماعۃ ص ۲۱۷)

متصریہ کہ امام اور جماعت المسلمین والی احادیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض الناس کا کاغذی جماعتیں اور کاغذی امیر بنانا بالکل غلط ہے اور سلف صالحین کے فہم کے سراسر خلاف ہے۔

بعض لوگ ''اہلِ حدیث'' نام سے بہت چڑتے ہیں اور عوام الناس میں یہ مشہور کرنے کی سعی نامراد کرتے ہیں کہ ''یہ نام فرقہ وارانہ ہے چونکہ ہم مسلمان ہیں لہٰذا ہمیں مسلمان ہی کہلانا چاہیے'' لہٰذا ہم نے اپنے اسلاف، محدثین اور ائمۂ کرام سے متعدد دلائل پیش کیے ہیں کہ اہلِ حدیث کہلانا نہ صرف جائز ہے بلکہ پسندیدہ بھی ہے اور یہی طائفۂ منصورہ ہے۔ (دیکھئے علمی مقالات ج ۱ ص ۱۷۴-۱٦۱) [الحدیث: ۲۹]

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام

ج2ص27

محدث فتویٰ